پردہ اور عورت کے حقوق

انوارالعلوم

’’میرے نزدیک قرآن کریم خداتعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا ایک ایک لفظ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور یہ بات میں صرف عقیدۃً ہی نہیں مانتا بلکہ اس بات پر مجھے کامل یقین ہے اور یہ یقین اس امر کا نتیجہ نہیں کہ میں مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہوں بلکہ اس یقین کی بناء دلائل اور عینی شواہد پر ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر اس شخص کے اعتراضات کا جواب دے سکتا ہوں جو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا منکر ہو خواہ وہ اعتراضات عقلی ہوں یا نقلی‘‘۔

(انوار العلوم جلد پنجم صفحہ ۳۶۵سطر ۲۴ تاصفحہ ۳۶۶سطر ۴)

’’پہلی مثال اس قسم کے احکام کی وہ احکام ہیں جو اسلام نے عفت کے قیام کے لئے کئے ہیں چنانچہ اسلام صرف دوسرے مذاہب کی طرح یہ نہیں کہ کہ تو زنانہ کر کیوں کہ زنا نہ کر کوئی ایسا حکم نہیں جس کے سننے کے ہم محتاج ہوں۔سوال یہ ہے کہ کس طرح انسان زنا سے بچے ؟ اسلام اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ تو اس گناہ کے دروازے بند کر کے اس سے بچ سکتا ہے اوروہ دروازے آنکھ کان اور جلد ہیں کیونکہ زنا کی تحریک انسان کو انہی دروازوں سے ہوتی ہے۔جب کوئی انسان حسن کو دیکھتا ہے یا حسن کی تعریف کو سنتا ہے یا خوبصورت آواز سنتا ہے یا ایک نرم اور ملائم جسم کو چھوتا ہے تو اگر وہ حسن یا اس کا ذکر یا آواز یا جسم اس کی خواہش کے مطابق ہوتا ہے تو اس کو اس کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور نتیجہ وہ انتہائی قرب ہوتا ہے جسے کل دنیا کی عقلوں نے اخلاق اورسو سائٹی کے لئے ایک خطرناک زہر قرار دیا ہے پس اسلام نے اس دروازہ کو بند کرنے کے لئے حکم دیا ہے قل للمؤ منین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیربما یصنعون۔وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا و لیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اٰ بآئھن او اٰبآء بعولتھن او ابنائھن اور ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ماملکت ایمانھن او التّٰبعین غیر اولی الاربۃ

من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورٰت النساء ولایضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون۔(سورۃ النور:۳۲،۳۱)

مومنوں کو کہہ دے اپنی آنکھوں کو نیچا رکھا کریں اور ان تمام راستوں کی جن سے بدی کا خیال داخل ہوتا ہے حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بہت ہی نیکی پیدا کرنے کا موجب ہو گا اللہ تعا لی ال کو خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اسی طرح مومن عورتو ں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچا رکھیں اور تمام ا ن راستوں کو جن سے بدی کا خیال داخل ہو تاہے محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو لوگوں پر ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ خود بخود ظاہر ہو اور چاہیئے کہ اپنی گردن سر اور منہ کو کپڑے سے ڈھانکیں اور اپنی زینت کو سوائے اپنے خاوندوں یا اپنے باپ دادوں یا اپنے خاوندوں کے باپ دادوں یا اپنی اولاد یا اولاد کی اولاد یا اپنے خاوندوں کی اولادیا انکی اولاد یا اپنے بھائیو ں یا اپنے بھائیوں کی اولاد یا عورتوں یا غلاموں یا ایسے ملازم مردوںکے جو بالکل بورھے ہیں یا جن میں شھوانی مادے نہیں پائے جاتے۔یا بچوں کے جو ابھی تک بقائے نسل کے تعلقات سے واقف نہیں کسی پر ظاہر نہ کریں اور چاہیئے کہ ایسے طور پر پیر نہ ماریں کہ انکی مخفی زینت اس سے ظاہر ہو اور اے مومنو ! تم سب لوگ اللہ تعالی کی طرف توجہ کرو تا کہ کامیاب ہو جائو۔

ان آیات میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان تمام راستوں کو مرد اور عورت بند کریں جن سے گناہوں کی تحریک انسان کے دل میں پیدا ہو تی ہے ان راستوں میں سے پہلا راستہ آنکھ ہے اس کے متعلق حکم دیا کہ نظر کو نیچا رکھیں دوسرا راستہ کان ہے اس کے متعلق حکم دیاکہ عورت مرد اور مرد عورت کی آواز راگ وغیرہ کے طور پر نہ سنے اور بلا وجہ اور بے تعلق عورتوں یا مردوں کے حسن کے قصے اور واقعات نہ سنیں۔تیسرا راستہ جلد ہے اس کے متعلق حکم دیا کہ ایک دوسرے کو بلا وجہ اور بلاضرورتِ طبعی نہ چھوئیں نہیں چونکہ آنکھیں نیچی رکھنے کا فعل ایسا ہے کہ ایسے مقاما ت پر جہاں مرد اور عورت ضرورتا جمع ہو تے ہوں جیسے کہ شارع عام ہے مشکل ہوتا ہے اسلئے عورتوں کو کہا کہ جب وہ باہر نکلیں تو اپنے سرو ں ،سینوںاور منہ کے ایسے حصوں کو ڈھانپ لیں جو راستہ دیکھنے کے کام یا سانس لینے کے کام نہیںآتے۔

یہ احکام ایسے با حکمت ہیں کہ اگر کوئی بلاتعصب اور بے تعلق ہو کر ان پر غور کرے تو ان کی خوبی کا اقرار کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا کیونکہ ان سے بدیوں کا قلع قمع کر دیا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یورپ کے لوگوں پر بوجہ ان

کی عادت اور قدیم رسوم کے یہ خیالات شاق گزرتے ہیں مگر ان کی حیرت گھبراہٹ صرف اور صرف عادات اور رسوم کے سبب سے ہے ورنہ ان احکام پر عمل کرنا مرد اور عورت کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

اسلام ہرگز یہ حکم نہیں دیتا کہ عورتیں گھروں میں بند ہو کر بیٹھ جائیں۔ابتدائے اسلام میں ہرگز مسلمان عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں بلکہ جنگوں میں شامل ہوتی تھیں زخمیوں کو مرہم پٹیاں کرتی تھیں، علوم مردوں سے پڑھتی تھیں اور مردوں کو پڑھاتی تھیں سواری کرتی تھیں غرض ان کو پوری عملی آزادی حاصل تھی صرف اس امر کا ان کو حکم تھا کہ اپنے سر، گردنیں اور منہ کے وہ حصے جو سر اور گردن کے ساتھ وابستہ ہیں ان کو ڈھانپے رکھیں تا وہ راستے جو گناہ پیدا کرتے ہیں بند رہیں اور اگر اس سے زیادہ احتیاط کر سکیں تو نقاب اوڑھ لیں لیکن یہ کہ گھروں میں بند رہیں اور تمام عملی کاموں سے الگ رہیں یہ نہ اسلام کی تعلیم ہے اور نہ اس پر پہلے کبھی عمل ہوا ہے۔جو پردہ آجکل مسلمانوں میں اکثر ممالک میں نظر آتا ہے یہ سیاسی پردہ ہے یعنی چونکہ بہت سے ممالک میں عورتوں کی عزت صرف روپیہ قرار دی گئی ہے جو عورت کی ہتک ہے اس لئے مسلمانوں نے سیاستاً ایسے مماملک میں اپنے لئے بعض ایسی قیدیں لگالی ہیں جو ان کی عزت اور عصمت کی حفاظت کریں نہ اس لئے کہ ان کا مذہب ایسا حکم دیتا ہے۔میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ اس حکم کو عورت کی ہتک کرنے والا خیال کرتے ہیں۔مگر مجھے اس پر تعجب ہے اسلئے کہ پردہ آنکھیں نیچی رکھنے کے لئے ایک ظاہری تدبیر ہے اور اس حکم میں مرد اور عورت دونوں کو شریک کیا گیا ہے۔پس اگر ہتک ہے تو دونوں کی ہے نہ کہ عورت کی۔کیونکہ حکم ایک کیلئے نہیں بلکہ دونوں کیلئے ہے۔باقی رہا یہ سوال کہ عورت کو کیوں پردہ کیلئے کہا گیا ہے مرد کو کیوں نہیں کہا گیا؟تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام مرد اور عورت کے کام کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے عورت کا کام بچوں کی تربیت ہے اور مرد کا کام ان کیلئے سامان معیشت بہم پہنچانا ہے۔مرد کو اس کے کام کی نوعیت کی وجہ سے باہر رہنا پڑتا ہے پس مرد کا دائرہ عمل بازار اور سڑکیں ہیں اور عورت کا دائرہ عمل اس کا گھر ہے اور شریعت نے ہر ایک کو اپنے دائرہ عمل کی جگہ میں آزاد کیا ہے اور دوسرے پر کچھ قیدیں لگا دی ہیں۔مرد کو حکم ہے کہ جب وہ کسی کھلے گھر میں گھسے تو پہلے اجازت لے اور پھر جائے کیونکہ وہ عورتوں کی آزادی کی جگہ ہے۔عورت کو باہر نکلنے پر مردوں سے اجازت لینے کا حکم نہیں دیا بلکہ صرف اس قدر احتیاط کر لینے حکم دیا ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت اسلام اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ جس طرح مرد گھر سے بے تعلق ہے اسی طرح عورت سڑکوں

اور بازاروں سے بے تعلق نہیں اس لئے مرد پر اجازت کی شرط جو زیادہ سخت ہے لگائی گئی ہے اور عورت پر صرف اپنے ایک حصہ کو ڈھانک لینے کی۔پس پردہ میں ہتک یا غیر ہتک کا کوئی سوال نہیں بلکہ اخلاقی ترقی کا ایک زریں ذریعہ ہے اور اس کی مخالفت صرف بوجہ عادات اوررسوم ہے ورنہ میں نے ایسی عورتیں دیکھی ہیں جنہوں نے پردہ شروع کر دیا ہے اور وہ اس میں کوئی بھی تکلیف یا بے آرامی محسوس نہیں کرتیں۔سوائے ابتدائی چند دنوں کی شرم یا بے آرامی کے جو طبعاً ہونی چاہیئے۔

(انوارالعلوم جلد ۸ ص۲۶۳ سطر ۲۱ تا ص۲۶۶ سطر ۲۰)